عالمی عدالت انصاف نے اپنے فیصلہ میں کہا ہے کہ مقبوضہ فلسطینی علاقے میں یہودی آبادکاروں کی بستیاں' عالمی قانون کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہیں' وہاں دیوار کی تعمیر کرانے والی اسرائیلی حکومت نے ایک ایسا قضیہ کھڑا کر دیا ہے جو حالات کی مستقل سنگینی کا سبب بنے گا۔ یہ دیوار تعمیر کر کے اسرائیل نے فلسطینیوں کے حق خود ارادیت اور آزادی سلب کرنے کی کوشش کی ہے اس دیوار کو گرانا اور فلسطینیوں کے حقوق کا احترام کرنا اسرائیل پر لازم ہے۔ اسطرح عدالت نے مزید کہا ہے کہ اسرائیل ۱۹۶۷ء سے عالمی قوانین کی مسلسل خلاف ورزی کر رہا ہے' اور اس نے فلسطینیوں کی زمینوں پر نہ صرف قبضہ کیا ہوا ہے بلکہ مقبوضہ بیت المقدس کی حیثیت کو تبدیل کرنے کیلئے مسلسل غیر قانونی اقدامات کر رہا ہے' لہٰذا ذاتی دفاع یا نظریہ ضرورت کے تحت اسرائیل کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ غلط اقدامات اٹھائے اور دیواریں تعمیر کر کے دوسروں کے حقوق غصب کرے۔ اسرائیل کے یہ تمام اقدامات عالمی قوانین سے سراسر متصادم ہیں۔ اسی طرح مظلوم فلسطینیوں کی اللہ تعالیٰ نے یوں بھی نصرت فرمائی کہ اسرائیل کی عدالت عالیہ سپریم کورٹ سے بھی اس متنازعہ دیوار کے خلاف فیصلہ دے دیا جو کہ بہت بڑی بات ہے۔ اسرائیلی عدالت نے اپنے فیصلہ میں کہا ہے کہ یہ دیوار تعمیر کر کے اسرائیلی سیکورٹی فورسز فلسطینیوں کے بنیادی انسانی حقوق غصب کر رہی ہیں اور اگرچہ اسرائیلیوں کیلئے متبادل راستے نسبتاً غیر محفوظ ہیں لیکن انکی حفاظت کیلئے فلسطینیوں کے حقوق کو غصب کرنے کی اجازت کسی بھی طور پر نہیں دی جاسکتی۔ یہ دونوں تاریخی فیصلے وزیر اعظم ایرل شیرون اور صدر بش کیلئے ذلت ورسوائی اور جگ ہنسائی کا باعث بن گئے ہیں اور ان دونوں فیصلوں سے مظلوم فلسطینیوں کو ایک نئی روح اور ایک نیا حوصلہ ملا ہے۔ اسی طرح اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان' جنرل اسمبلی نے بھی اسرائیلی دیوار کی بھرپور مزمت کی ہے اور عالمی عدالت کے فیصلے کی تائید وحمایت کی ہے۔ اسکے علاوہ یورپی یونین نے بھی عالمی عدالت کے فیصلے کا خیر مقدم کیا ہے اور اسرائیل سے کہا ہے کہ وہ یہ دیوار گرادے یورپ میں فرانس کچھ عرصے سے زیادہ فعال کردار ادا کر رہا ہے اور اس دیوار کے خلاف بھی یہ سب سے پیش پیش ہے۔ جس سے یہ امر واضح ہوتا جارہا ہے کہ آخر مغرب اور دیگر مسلم دشمن قوتیں بھی حق کا ساتھ دینے کیلئے آہستہ آہستہ جاگ رہی ہیں۔ خدا کرے کہ اب اقوام متحدہ اور عالمی عدالت اس جارحانہ اقدام یعنی دیوار کی تعمیر کو روکنے اور اسرائیل کیخلاف عملی اقدامات اٹھائے۔ تب ہی کہیں معلوم ہوگا کہ انصاف اور عالمی قوانین تمام مذاہب کیلئے یکساں ہیں۔ اور اقوام متحدہ اسرائیل کے خلاف ایسی ہی کاروائیاں کرے جیسا کہ ماضی میں مظلوم افغانستان اور دیگر مسلم ممالک کے خلاف اس نے کیں۔ ورنہ اس دیوار کے تلے ہمیشہ عدل وانصاف سسکتا رہے گا۔

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمدؒ کے سانحات ارتحال

چند ماہ سے دینی حلقے اور خصوصاً اہل مدارس مسلسل حادثات کی زد میں ہیں' ان چند ماہ میں ملک وملت کی بڑی بڑی ہستیاں یکے بعد دیگرے ہم سے ہمیشہ کیلئے بچھڑ گئیں۔ یقیناً یہ اہل علم اور اہل پاکستان کے لئے عام الحزن

(یعنی غم کا سال) ہے۔ کیسے کیسے آفتاب و مہتاب ہمیشہ کیلئے ڈھل گئے۔ مسندِ علم و عرفان کی رونقیں دن بدن ویران ہوتی چلی جارہی ہیں۔ طوفان اجل ہے جو کسی طور پر تھمنے کا نام نہیں لے رہا اس نے ایک ایک کر کے سارے پرانے چراغ گل کردیئے ہیں' اندھیرا ہے جو بڑھتا چلا جارہا ہے۔ روشنی اور نور کے مینار ایسے میں کوئی کہاں سے لائے؟ کاش کہ یہ جنسِ نایاب بازاروں یا دنیا کے کارخانوں میں ملتی؟ ایسی ہستیاں تو آسمان صدیوں میں زمین کی خاک چھان کر تلاش کرتے ہیں۔ لیکن کتنی آسانی سے دستِ اجل ہم سے چھین لیتے ہیں۔ الغرض قحط الرجال کے اس ماتمی دور میں دو اور جلیل القدر ہستیاں ہم سے ہمیشہ کے لئے اٹھ گئیں۔ ۲۷ جون ۲۰۰۴ء کو ملک کے نامور عالم دین اور قافلہ ختم نبوت کے سالار اعظم حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ بھی ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحبؒ فرقہ قادیانیت کے لئے صاعقۃ الموت کی حیثیت رکھتے تھے۔ موجودہ عہد میں انہوں نے تن تنہا جتنا ختم نبوت کی تحریک کے لئے کام کیا وہ شاید آئندہ صدیوں میں ادارے بھی نہ کرسکیں گے۔ ان کی زندگی کا مقصد' اوڑھنا بچھونا اور جینا و مرنا باطل فرقے قادیانیت کی سرکوبی اور حضرت محمد ﷺ کے ناموس اور ان کے دین کے غلبے اور احیاء کے لئے تھا۔ آپ کو زندگی بھر اسی مقصد کی لگن تھی' آپ نے اسی راہ وفا میں بڑی بڑی صعوبتیں اٹھائیں اور ایسی ایسی مشکلات و پابندیوں کا مقابلہ کیا کہ اس کا تصور بھی محال ہے۔ آپ نے نظریاتی' فکری' دعوتی اور سیاسی میدانوں میں قادیانیت کے خلاف ہر محاذ پر بہادر جرنیل اور مردِ دلیر کا مظاہرہ کیا اور ہر میدان میں انہیں شکست فاش دی۔ آپ عملاً ۱۹۵۱ء ہی سے تحریک ختم نبوت سے وابستہ ہوگئے تھے اور پھر تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی معرکۃ الاراء تحریک میں آپ شعلہ جوالا بن گئے اور عشق رسول میں ایسے ڈوب گئے کہ زندگی بھر یہی آپکا محور ٹھہر گیا۔ ناموس رسالتؐ پر جب بھی کسی طرف سے میلی آنکھ پڑتی یا قادیانیوں کی طرف سے کوئی نازیبا حرکت ہوتی تو آپ عقاب بن کر اس پر ٹوٹ پڑتے' زندگی مرزائیوں کی بیخ کنی میں صرف کی۔ مناظروں سے لے کر علمی مباحث اور تحقیقی لٹریچر کے محاذ تک آپ نے انکے دانت کھٹے کئے۔ سیاسی میدان میں آپ نے جمعیت علماء اسلام (س) کا زندگی بھر ساتھ دیا۔ تین بار جمعیت علماء اسلام کے صوبائی ممبر منتخب ہوئے اور پنجاب اسمبلی میں تحریک ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کا موقف ڈنکے کی چوٹ پر آپ نے پیش کیا۔ کافی عرصے سے آپ صاحبِ فراش تھے۔ لیکن پھر بھی آپ اپنے مقصد کی لگن میں بے چین رہتے' حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ جو وزارت مذہبی امور کے چیئرمین ہیں سے قادیانیوں کے شناختی کارڈز اور دیگر اہم امور و مسائل پر مسلسل رابطے میں تھے' اور حضرت مولانا مدظلہ نے آپ سے فرمایا تھا کہ آپکی طبیعت تھوڑی سنبھل جائے تو آپ کو کمیٹی کے اجلاس میں بلا کر آپ کو اپنا موقف پیش کرنے کا موقع دیں گے اور اس سلسلے میں وزارت مذہبی امور بھرپور کردار ادا کرے گی اور مل کر اس حساس مسئلے کا دیرپا حل نکالیں گے۔ لیکن کاتبِ تقدیر کے فیصلے کو کون روک سکتا ہے۔ آخر یہ عاشق رسول جو زندگی بھر ناموس رسالتؐ کے تحفظ کی خاطر جدوجہد کرتا رہا' سرخرو اور کامیاب ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور شاداں و فرحاں پہنچ گیا۔ عجب نہیں کہ حضور پاک ﷺ اور ملائکہ نے آپ کا خلدِ بریں میں پرتپاک استقبال کیا ہوگا۔ رحمتہ اللہ علیہ رحمۃ و اسعۃ اس صدمے کی

ابھی گونج فضاؤں میں جاری تھی کہ چند روز بعد یعنی ۳ جولائی کو پاکستان کے عالم بے بدل شیخ الحدیث مہتمم جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد حضرت مولانا نذیر احمدؒ بھی رحلت فرما گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ حضرت مولاناؒ کا شمار پاکستان کے علماء و مشائخ اور انتہائی پرہیزگار اور ذہین افراد میں ہوتا تھا۔ آپ انتہائی سادہ مگر پروقار شخصیت کے مالک تھے اور اس کیساتھ ساتھ آپ متعدد صفات سے متصف تھے۔ جامعہ خیر المدارس ملتان سے آپ نے فراغت حاصل کی ۔ پھر کچھ عرصہ آپ نے وہیں درس و تدریس کی اور خدا نے آپ کو تدریس اور نظم و نسق کا شاندار ملکہ عطا فرمایا تھا۔ پھر کچھ عرصے بعد آپ نے ۱۹۸۲ء میں جامعہ امدادیہ فیصل آباد کی بنیاد رکھی اور دیکھتے ہی دیکھتے آپکا جامعہ چند سالوں میں ترقی کی منازل طے کرتا ہوا پاکستان اور پنجاب کے صف اول کے مدارس میں شامل ہو گیا۔ آپ کے قائم کردہ جامعہ کے نظم و نسق کی شہرت آج پورے پاکستان میں مثالی ہے' یہ آپ ہی کی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے۔ آپ انجمن صیانۃ المسلمین کے مرکزی عہدیدار بھی تھے اور اسکے ساتھ ساتھ وفاق المدارس عربیہ کے بھی خصوصی سرپرست تھے۔ آپ نے دینی مدارس کی ترقی اور اس کے تحفظ کے لئے زندگی بھر بھرپور جدوجہد کی۔ کچھ عرصہ سے آپ مختلف بیماریوں کی زد میں تھے۔ آخر کار یہ راہ حق کا مسافر بھی کاروانِ آخرت کا ہمسفر بن گیا۔ اور اس دائمی اور ابدی منزل پر ایسی حالت میں پہنچے کہ خداوند تعالیٰ آپ سے راضی ہو گئے اور آپ خداوند تعالیٰ سے۔ اللہ تعالیٰ آپکے پسماندگان اور صاحبزادگان اور مدرسہ کے جملہ اساتذہ اور طلبہ کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔ دار العلوم حقانیہ' جامعہ امدادیہ کے ساتھ اس غم میں برابر کا شریک ہے۔

حضرت مولانا پیر عبدالسلامؒ کی جدائی

صوبہ سرحد اور ضلع نوشہرہ کی ایک بہت بڑی روحانی و علمی شخصیت حضرت مولانا پیر عبدالسلام صاحبؒ بھی گزشتہ دنوں انتقال فرما گئے' انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ ہمارے علاقے کے معروف گاؤں پیر سباق کے رہنے والے تھے۔ آپکی شخصیت میں انتہائی سادگی اور تواضع تھی۔ پورے صوبہ سرحد اور خصوصاً ضلع نوشہرہ میں آپ کا ایک بڑا حلقہ ارادت تھا۔ دعوت و اصلاح' تصوف و احسان اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں اس پیرِ خدامست نے زندگی صرف کردی تھی' آپ انتہائی باکمال شخصیت کے مالک تھے اور آپ کی ذات میں بلا کی کشش تھی' اچھے خاصے پڑھے لکھے اور دنیادار طبقہ جو بھی آپ سے ایک بار ملتا آپ ہی کا ہو جاتا۔ ہمارے علاقے میں آپکے سانحہ ارتحال سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو چکا ہے' سچے علماء و مشائخ ہی ہمارے معاشرے کے آفتاب و مہتاب ہیں۔ پے در پے ان نایاب گوہروں کا ہم سے چھن جانا ایک بہت بڑے طوفان اور بحران کی غمازی کر رہا ہے۔ ہمیں اپنے بچے کھچے علماء اور مشائخ کی قدر کرنی چاہیے' حضرت پیر صاحبؒ کا جنازہ بھی بڑی تاریخی اہمیت کا حامل تھا' ہزاروں کا مجمع اور انسانوں کا ایک سمندر امڈ آیا تھا۔ جنازے کے موقع پر حضرت پیر صاحب کی برکات و کرامات سب لوگوں کے سامنے آشکارا ہو گئیں۔ آپکے دونوں صاحبزادگان جامعہ حقانیہ سے فارغ التحصیل ہیں۔ ادارہ ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔